1

مرقاۃ المفاتیح

شرح اردو

مشکوٰۃ المصابیح

شریف

للعلامہ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری

مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم

مکتبہ رحمانیہ

مرقاة المفاتیح اردو

للعلامہ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری ھجری ۱۰۱۴

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

للامام العلامۃ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی المتوفی ۷۴۱

مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم

جلد اول

مکتبہ رحمانیہ
MAKTABA-E-REHMANIA
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743

بسم اللہ الرحمن الرحیم

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

نام کتاب: ---------------------- مرقاۃ المفاتیح اردو (جلد اول)

مترجم: ---------------------- مولانا راؤ محمد ندیم

ناشر: ---------------------- مکتبہ رحمانیہ

مطبع: ---------------------- لٹل سٹار پرنٹرز لاہور

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت' طباعت' تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرما دیں۔ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ)

ساتھ۔

وعل کے بجائے أرویه کا ذکر کرنا اس وجہ سے ہے کہ دشوار گزار پہاڑوں پر نر کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طور پر چڑھ سکتی ہے۔

قوله: ان الدين بدأ غريباً...... :

عرض مرتب: اس حصہ کی شرح ماقبل میں حدیث:۱۵۹ کے تحت گزر چکی ہے۔

یہ اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی

۱۷۱: وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ حَذْوَا لنَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ مَآاَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

أخرجه الترمذي ٥/٢٦ حديث ٢٦٤٢ وقال مفسر غريب۔

ترجمه: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا اور دونوں میں ایسی مماثلت ہوگی جیسے دونوں جوتے آپس میں برابر ہوتے ہیں یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی آدمی نے اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کیا ہوگا۔ تو میری امت میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اسی طرح کی بدفعلی کریں گے اور بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور وہ تمام فرقے جہنمی ہوں گے۔ ان میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ جنتی فرقہ کونسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو فرقہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح: قوله: ليأتين على أمتي كما أتى على بني اسرائيل :

ليأتين على أمتي یہاں أتٰی کے صلہ میں علیٰ لائے ہیں کیونکہ یہ غلبہ مفضی الی الہلاک کے معنی ہیں۔ اسی قبیل سے یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ﴾ [الذاريات : ٤٢] اور ليأتين کا فاعل مقدر ہے، جس پر سیاق کلام دلالت کر رہا ہے۔

جمہور کے نزدیک ''کما'' کا یہ کاف منصوب علی المصدر ہے۔ چنانچہ عبارت کی معنوی تقدیر یوں ہے: **ليأتين على أمتي زمان اتيانا مثل الاتيان على بني اسرئيل**۔ دوسری تقدیر یوں ہو سکتی ہے: **ليأتين على أمتي مخالفة لما أنا عليه مثل المخالفة التي أتت على بني اسرائيل** اور یہ درست ہے کہ ''کاف'' کو فاعل بنا دیا جائے۔ اس صورت میں عبارت کی تقدیر یہ ہوگی: **ليأتين على أمتي مثل ما أتى على بني اسرائيل** ۔

"امتی" سے مراد اُمت دعوت کے بعض افراد ہیں۔ اہلِ قبلہ کے مراد ہونے کا قرینہ یہ ہے کہ اُمت کی اضافت اپنی ذاتِ گرامی کی طرف فرمائی ہے اور اگر مطلق مراد لیا جائے تو کفریہ ملتیں بھی شامل ہوں گی۔

قوله: حذو النعل بالنعل ۔ حذو منصوب علی المصدر ہے۔ ای: یحذونهم حذواً مثل حذو النعل بالنعل۔

" حذو النعل بالنعل" یہ استعارۃ فی التساوی ہے اور بعض کا کہنا ہے: الحد والقطع 'کاٹنا'۔ حذوت النعل بالنعل یہ اس وقت کہا جاتا ہے، جب دونوں جوتے بالکل برابر، سرابر ہوں۔

آنحضرت ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ بھی بنی اسرائیل کی مکمل موافقت اختیار کرو گے جیسا کہ جوتے کا جوڑا، کہ دونوں جوتے بالکل برابر، برابر ہوتے ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

قوله: حتى ان كان منهم من أتى أمه علانية :

"حتی" ابتدائیہ ہے اور اس کا مابعد جملہ شرطیہ ہے۔" لكان" قسمِ مقدر کا جواب ہے اور مجموعہ کلام جواب شرط ہے۔

'ان' بمعنی "لو" ہے۔

بعض کا زعم ہے کہ یہ 'ان' مخففہ من المثقلہ ہے، حالانکہ یہ بات درست نہیں (كذا نقله السيد جمال الدين عن زين العرب)۔

الازہار میں لکھا ہے ہمزہ کے کسرہ اور نون مخففہ کے سکون کے ساتھ ہے۔ ای حتی انه (كذا ذكره أبهري) یہ اختلاف دراصل ایک اور اختلاف پر مبنی ہے، وہ یہ کہ 'ان' مکسورۃ کے آخر سے ضمیر شان کا حذف جائز ہے، کہ نہیں؟ ابن الحاجب عدم جواز اور ابن مالک جواز کے قائل ہیں۔

"اتیان أم" کنایہ ہے کہ ماں سے زنا کرے گا۔ ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے، کہ ماں سے مراد حقیقی ماں نہیں بلکہ باپ کی بیوی، یعنی سوتیلی ماں ہے اور ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ماں سے مراد باپ کی موطوءۃ یا وہ خواتین ہیں کہ جن سے اس کا رضاعت یا مصاہرت کا تعلق ہے۔ پہلا احتمال اظہر ہے چونکہ غرابت واستبعاد پہلے احتمال میں زیادہ ہے۔ اسی لئے "علانية" کی قید بھی لگائی۔

قوله: وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة :

"بنی اسرائیل" "بنی اسرائیل سے مراد نصاریٰ ہیں یا اہلِ کتاب ہیں۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ضمیر کی جگہ اسم ظاہر ذکر فرما کر بنی اسرائیل کے اس فعل شنیع کی قباحت بتانا مقصود ہے اور یہ کہ فعلِ بد ان کی پرانی عادت راسخہ ہے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ ضمیر لانے کی صورت میں کسی درجہ میں مرجع کچھ اور ہونے کا احتمال ہوسکتا تھا، اس لئے اس ازالہ وہم کی خاطر ضمیر کی جگہ اسم ظاہر ذکر فرمایا۔

ثنتين وسبعة ملة: ہر فرقہ کو "ملت" سے تعبیر کرنا توسُّعًا ہے۔ لفظ ملت کسی پیغمبر کی طرف یا جملہ شرائع کی طرف مضاف ہوتا ہے مثلاً ملة محمد ﷺ یا ملّتهم۔ پھر اس کے استعمال میں توسع ہوا اور ملل باطلہ کیلئے بھی مجازاً استعمال ہونے لگا۔ بعض کا کہنا ہے: الملة كل فعل وقول جتمع عليه جماعة وهو قد يكون حقا وقد يكون باطلا۔

قوله: تفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة:

بعض کا کہنا ہے کہ یہ جملہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ اُمت ارتکاب بدعات میں بنی اسرائیل وغیرہ سے ایک درجہ بڑھ کر ہوگی۔ بعض کا کہنا ہے کہ اُمت سے مراد امت دعوت ہے، چنانچہ اس صورت میں ۷۳ کے عدد میں وہ ملتیں بھی شامل ہو جائیں گی جو ہمارے قبلہ پر نہیں ہیں اور ایک احتمال یہ ہے کہ امت سے مراد امت اجابت ہے۔ اس صورت میں ۷۳ کا عدد ہمارے اہل قبلہ کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ دوسری بات زیادہ ظاہر ہے۔ ابہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اکثر کے نزدیک اس سے مراد امت اجابت ہے۔

قوله: كلهم في النار الا ملة واحدة : "ملة" منصوب ہے، اور مضاف محذوف ہے، ای: الا أهل ملة۔ کیونکہ یہ ایسے اعمال کا ارتکاب کریں گے جو موجب نار ہوں گے۔

اپنے غلط عقائد اور بداعمالیوں کی بناء پر دوزخ میں داخل ہوں گے لہٰذا جس کے عقائد و اعمال اس حد تک فساد انگیز نہ ہوں گے وہ دائرہ کفر میں نہیں آئیں گے اور اپنی سزا کی مدت گزارنے کے بعد دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔

قوله: ما أنا عليه واصحابي : "ما" خبر ہے اور مبتدا محذوف ہے۔ ای: هي ما انا عليه الخ۔

زیر نظر حدیث میں جنتی گروہ کو "الجماعت" کہا گیا ہے اور اس سے مراد اہل علم اور صحابہ ہیں ان کو "الجماعت" کے نام سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے کہ یہ سب کلمہ حق پر جمع ہیں اور دین و شریعت پر متفق ہیں رہے باقی ۷۲ فرقے اُن کی تفصیلات اہل اسلام نے جمع کی ہیں جن میں زیادہ معروف آٹھ ہیں اور باقی ان کی مختلف شاخیں ہیں اور وہ جو آٹھ معروف ہیں وہ اس طرح ہیں: (۱) معتزلہ (۲) شیعہ (۳) خوارج (۴) مرجیہ (۵) نجاریہ (۶) جبریہ (۷) مشبہہ (۸) ناجیہ۔

۷۲: فرقوں کی تفصیل:

(۱) معتزلہ:	۲۰	(۲) شیعہ:	۲۲	(۳) خوارج:	۲۰
(۴) مرجیہ:	۰۵	(۵) نجاریہ:	۰۳	(۶) جبریہ:	۰۱
(۷) مشبہ:	۰۱	(۸) حلول:	۰۱		

اس کا ایک ظاہر ہے جس کو شریعت کہا جاتا ہے، یہ عام لوگوں کیلئے ہے۔ اس کا ایک باطن ہے جس کو طریقت کہا جاتا ہے، یہ خاص لوگوں کیلئے ہے۔

آگے فرماتے ہیں: **وخلاصة خصت باسم الحقيقة معراجا لأخص الخاصة، فالأول نصيب الأبدان من الخدمة، والثاني نصيب القلوب من العلم والمعرفة والثالث نصيب الأرواح من المشاهدةوالرؤية۔**

قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شریعت نام ہے التزام عبودیت کا اور حقیقت نام ہے مشاہدہ ربوبیت کا۔ چنانچہ ہر وہ شریعت جو "حقیقت" کی تائید سے خالی ہو غیر مقبول ہے، اور ہر وہ حقیقت جو "شریعت" کے ساتھ مقید نہ ہو غیر محصول ہے۔ پس شریعت مامور بہ کے قیام کا نام ہے اور حقیقت نام ہے قضاء وقدر اور مخفی وظاہر کے شہود کا اور شریعت حقیقت ہے اس حیثیت سے کہ اس کے امر سے واجب ہوئی ہے اور حقیقت شریعت ہے اس اعتبار سے کہ اللہ جل شانہ کے معارف بھی اس کے امر سے واجب

ہوئے ہیں۔ بعض اربابِ حال نے کیا خوب کہا:

الا فالزموا سنة الأنبياء | الا فاحفظو سيرة الأصفياء

آگاہ انبیاء کی سنت کولازم پکڑو' آگاہ اصفیاء کی سیرت کو یاد کرو

ومن يبتدع بدعة لم يكرم | بوجدانه رتبة الاتقياء

اور جو شخص کوئی بدعت گھڑے گا تو اس کے جذبہ کے باعث' اس کو اتقیاء کے رتبہ والا اعزاز و اکرام حاصل نہیں ہوگا

۱۷۲: وَفِیْ رِوَایَةِ اَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ مُعَاوِیَةَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَهِیَ الْجَمَاعَةُ وِاِنَّهٗ سَیَخْرُجُ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِهِمْ تِلْكَ الْاَهْوَآءُ كَمَا یَتَجَارَی الْكَلْبُ بِصَاحِبِهٖ لَا یَبْقٰی مِنْهُ عِرْقٌ وَّلَا مَفْصِلٌ اِلَّا دَخَلَهٗ۔

ترجمہ: اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے جو روایت حضرت معاویہؓ سے روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ۷۲ فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور وہ فرقہ میری جماعت ہے اور میری امت میں کئی قومیں ظاہر ہونگی جن میں خواہشاتِ نفسانیہ' عقائد و اعمال اور بدعات میں اس طرح سرایت کر جائیں گے۔ جس طرح ہڑک والے کتے میں ہڑک سرایت کر جاتی ہے۔ کوئی رگ اور جوڑ اس سے خالی نہیں ہوتا۔ ہر رگ وریشہ میں داخل ہو جاتی ہے۔

راویٔ حدیث:

معاویۃ بن ابی سفیان ۔ یہ معاویہ ہیں۔ ابوسفیان کے بیٹے ہیں۔ یہ دونوں باپ بیٹے صحابی ہیں۔ قرشی اور اموی ہیں۔ ابو سفیان بن صخر بن حرب واقعہ فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے اور جاہلیت میں قریش کے معزز لوگوں میں سے تھے۔ اور حنین میں شریک ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عتبہ ہے۔ یہ خود اور ان کے والد فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہونے والوں میں سے ہیں اور مؤلفۃ القلوب میں داخل تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابت کرنے والوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے وحی بالکل نہیں لکھی' البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مراسلات لکھتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت کی۔ اپنے بھائی یزید رضی اللہ عنہ کے بعد شام کے حاکم مقرر ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے وفات تک حاکم ہی رہے۔ یہ کُل مدت چالیس (۴۰) سال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تقریباً چار سال اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پوری مدتِ خلافت اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت یہ کل بیس سال ہوئے۔ اس کے بعد حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے ۴۱ھ میں خلافت ان کو سپرد کر دی تو حکومت مکمل طور پر ان کو حاصل ہوگئی اور مسلسل بیس سال تک زمامِ سلطنت ان کے ہاتھ میں رہی۔ بمقام دمشق رجب ۶۰ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور بقیع میں دفن کیے گئے۔ آخر عمر میں ان کو لقوہ کی بیماری لاحق ہوگئی تھی۔ اپنی زندگی کے آخر ایام میں کہا کرتے تھے کاش کہ وادی ذی طویٰ میں قریش کا ایک آدمی ہوتا اور یہ حکومت وغیرہ کا منہ بھی نہ دیکھتا۔ ان کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر' قمیص اور ازار اور کچھ موئے مبارک اور ناخن موجود تھے۔ انہوں نے وصیت کی

تھی کہ مجھے آپ ﷺ کی قمیص، ازار اور چادر میں کفن دیا جائے اور میری ناک اور منہ اور ان اعضاء میں جن سے سجدہ کیا جاتا ہے آنحضرت ﷺ کے بال مبارک اور ناخن بھر دیے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین کے سامنے تنہا چھوڑ دیا جائے (وہ میرے ساتھ جو معاملہ مناسب سمجھیں کریں)۔

نبی علیہ السلام نے جنگ حنین کے غنائم میں سے جو انہوں نے مؤلفۃ القلوب کو عطا فرمائے، ان کو کئی اوقیہ دیئے۔ ان کی آنکھ طائف کے دن پھوٹ گئی تھی اور جنگ یرموک تک وہ کانا تھے، پھر ان کی آنکھ پر پتھر لگا تو وہ آنکھ اندھی ہوگئی۔

تشریح: قوله: وفي رواية احمد...... الا دخله:

امام احمد بن حنبل کی روایت میں **وان هذه الأمة ستفترق على ثلاث وسبعين** کے بعد، **ثنتان وسبعون انح** کے الفاظ ہیں۔

شریح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **ان السنة قد سبقت قياسكم، فاتبع ولا تبتدع فانك لن تضل ما أخذت بالأثر۔**

شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **انما رأيي بمنزلة الميتة اذا احتجت اليها أكلتها۔**

سفیان رحمہ اللہ سے مروی ہے: **لو أن فقيها على رأس الجبل لكان هو الجماعة۔**

قوله: وانة سيخرج في أمتي:

ایک نسخہ میں **من أمتي** کے الفاظ ہیں۔ مصابیح میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں: **وزاد في رواية: وانه سيخرج۔**

"**الأهواء**": **هوى** کی جمع ہے، ہوی کہتے ہیں اپنی پسندیدہ چیز کی طرف نفس کے مائل ہونے کو، یہاں بدعت مراد ہے۔

بدعت کی جگہ ھوی کا ذکر کرنا، وضع السبب موضع المسبّب کے قبیل سے ہے، چونکہ خواہشاتِ نفسانی ہی انسان کو بدعتِ قولی وفعلی پر مجبور کرتی ہیں اور لفظ **أهواء** کا جمع لانا ہوی اور بدعت کی انواع واقسام کے اختلاف کی طرف اشارہ ہے۔

قوله: كما يتجارى الكلب...... الا دخل:

یہ ایک خوفناک بیماری ہے۔ جو مجنون کتے کے کاٹنے سے پیدا ہوتی ہے، اور اس کا اثر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے۔ یہ ایک مہلک بیماری ہے جو مالیخولیا کے مشابہ ہوتی ہے۔ اس بیماری میں مبتلا شخص کو پانی نہیں دیتے، حتی کہ وہ پیاس کی شدت میں چل بستا ہے۔ عرب کا اجماع ہے کہ اس بیماری کی دوا ایک قطرہ خون ہے کہ جس میں پانی ملایا گیا ہو، اس کو پلایا جائے۔

اجماعِ امت دلیل ہے

١٧٣: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَايَجْمَعُ اُمَّتِىْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَّ يَدُاللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِى النَّارِ (رواه الترمذی)

أخرجه الترمذی ٤/٤٠٥ حدیث رقم ٢١٦٧۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو

یہ فرمایا کہ امت محمدیہ کو ضلالت اور گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو آدمی جماعت سے الگ ہے وہ اہل جنت سے الگ کر کے اکیلا جہنم میں ڈال دیا جائے گا اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:قوله:ان الله لا يجمع امتي او قال أمة محمد على ضلالة

بعض کا کہنا ہے کہ راوی کو الفاظ میں شک ہے۔ از روئے درایت یہی اظہر ہے۔ اُمت سے مراد اُمت اجابت ہے، ای: لا يجتمعون على ضلالة غير الكفر۔ اسی وجہ سے بعض حضرات کا مذہب ہے کہ اُمت نا صرف کفر پر مجتمع ہوسکتی ہے، بلکہ مجتمع ہوئی ہے، مگر یہ کہ کفر کے بعد وہ اُمت، اُمتِ محمدیہ نہیں، اور حدیث میں منفی اجتماع اُمتِ محمدیہ علی الضلالۃ کی ہے۔ اُمت سے اُمتِ اجابت مراد ہونے کی دلیل یہ روایت ہے: ان الساعة لا تقوم الا على الكفار۔ پس حدیث دلالت کر رہی ہے کہ مسلمین کا اجتماع برحق ہے اور اجماع سے مراد علماء کا اجماع ہے، عوام کے اجماع کا کوئی اعتبار ہی نہیں، چونکہ عوام کا اجماع (اگر ہوا بھی تو) بغیر علم کے ہوتا ہے۔

مظہر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اجماع اُمت کی حقانیت کی دلیل ہے۔ اھ۔

یہاں ضلالت سے کیا مراد ہے؟ ابہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ضلالت سے مراد خطا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ کفر و معصیت مراد ہے۔

قوله:ويد الله على الجماعة:

يد الله نصرت و غلبہ سے، یا حفاظت و رحمت سے کنایہ ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ استنباط احکام کیلئے احسان و توفیق مراد ہے۔ الجماعة سے مراد مجتمعين على الدين ہیں۔

قوله:ومن شذ شذ في النار:

یعنی جو شخص ان اصحاب کے اعتقاد، قول و فعل سے ہٹ کر کوئی نیا اعتقاد یا قول و فعل اختیار کرے گا وہ شخص جہنم میں جائے گا۔

سوادِ اعظم کا اتباع کرو

۱۷۴: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔

(رواه ابن مَاجة من حديث كتب السنة)

أخرجه ماأخرجه ابن ماجة من حديث أنس "أن أمتي لا تجتمع على ضلالة فاذا رأيتم اختلافا فعليكم بالسواد الأعظم" ۲/۱۳۰۳ حديث رقم ۳۹۵۰۔

ترجمہ:حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ اس لئے کہ جو جماعت سے الگ ہو گیا تو وہ تنہا جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کتاب السنۃ سے حضرت انس اور حضرت ابن عاصم رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

تشریح:قوله:اتبعوا السواد الأعظم :

سواد اعظم سے مراد الجماعة الکثیرة ہے اور اس بڑی جماعت سے کونسی جماعت مراد ہے؟ اس میں متعدد اقوال ہیں۔

① اس سے مراد وہ جماعت ہے جو کسی ایسے امام کی مطیع ہو جو سلطانِ اعظم ہو۔

② اس سے مراد اہلِ ایمان ہیں۔

③ اس سے مراد کتاب وسنت ہے، کیونکہ یہ معانی کثیرہ پر مشتمل ہیں۔

④ اس سے مراد ہر وہ عالم ہے جو کتاب وسنت پر عامل ہو۔

⑤ اس سے مراد وہ جماعت ہے جو ان چیزوں پر گامزن ہو کہ جس پر مسلمانوں کی اکثریت ہو۔

بعض کا کہنا ہے کہ ما علیه اکثر المسلمین سے مراد اصولِ اعتقاد ہیں، مثلاً ارکانِ اسلام اور فروعی مسائل میں اجماع کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ائمہ مجتہدین میں سے ہر ایک کی اتباع جائز ہے مثلاً ائمہ اربعہ اور ماتریدیہ اور اشعریہ کے مابین جن مسائل میں اختلاف ہے سو وہ حقیقۃً فروعی اختلاف ہے، اور فروع مسائل ظنیات کے قبیل سے ہیں۔ لہٰذا اعتقادات کے قبیل سے نہ ہوئے، جبکہ اعتقادیات یقینیات پر مبنی ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض محققین کا کہنا ہے کہ یہ سارا اختلاف لفظی ہے۔

الازہار میں لکھتے ہیں: اتبعوا السواد الاعظم دلالت کرتا ہے کہ "اعاظم الناس" علماء ہیں۔ اگرچہ ان کی تعداد تھوڑی ہی کیوں نہ ہو، اکثر الناس کا لفظ ارشاد نہیں فرمایا، چونکہ معاشرہ میں زیادہ تعداد جاہلوں کی ہوتی ہے۔

قوله: ومن شذ شذ فی النار: اس جملہ کی تشریح پچھلی حدیث کے ذیل میں گذری ہے۔

توضیح: رواہ کے بعد بیاض ہے۔ میرک شاہ رحمہ اللہ نے رواہ کے بعد ابن ماجه من حدیث أنس کا اضافہ کیا ہے۔

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ابن عاصم نے "کتاب السنۃ" میں نقل کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا

۱۷۵ : وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابُنَيَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ وَلَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ يَابُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِيْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ ۔ (رواہ الترمذی)

أخرجه الترمذی ٥/ ٤٤ حدیث رقم ٢٦٧٨۔ وقال حسن غریب من هذا الوجه۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! اگر تم اس پر قدرت رکھتے ہو کہ اس حال میں صبح وشام کرو کہ کسی کے بارے میں تمہارے دل میں کینہ نہ ہو تو ایسا ہی کرو پھر فرمایا اے میرے پیارے بیٹے یہی میری سنت ہے لہٰذا جس آدمی نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔